۲
محشر

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- کلام/بات کو آغاز/درمیان سے سن کر نظم ونثر کے مرکزی خیال، نکتے یا تصور تک رسائی حاصل کر کے سیاق وسباق کو سمجھ اور موضوع بیان کر سکیں۔
- کسی بات، پیغام، کلام، نشریات، کہانی مکالمے کو سن کر اس کے حسن وقبح کا جائزہ لیتے ہوئے دہرا سکیں۔
- عبارت کو درست تلفظ، لب ولہجے، اتار چڑھاؤ اور ضرورت کے مطابق تاثر کے ساتھ پڑھ سکیں۔
- مختلف منظوم اور منثور اصنافِ ادب پڑھ کر مصنفین کے طرزِ تحریر پر تبصرہ کر سکیں۔
- ناول/سفرنامہ/انشائیہ/افسانہ/ڈراما کے اجزا اور ادبی محاسن کو شناخت کرتے ہوئے ان پر ہدایات کے مطابق عمل کر سکیں۔
- اپنی جماعت کے معیار کے مطابق روزمرہ، ضرب الامثال اور محاورات کا استعمال کرتے ہوئے سادہ اور مرکب جملے تحریر کر سکیں۔
- واحد جمع (جمع مکسر/جمع سالم) بنا سکیں اور استعمال کر سکیں۔
- جمع الجمع کا تحریر میں برمحل استعمال کر سکیں۔

خاص الفاظ	سوا نیزے پر	چٹیل میدان	سفید پوش	صُور	شرابور
	ذرہ بہ ذرہ	بُغض وعناد	قد آور	ہنکانا	گوش گزار کرنا

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو پاکستانی زبانوں پنجابی، سندھی، بلوچی، براہوی، پشتو اور کشمیر، گلگت بلتستان کی زبانوں میں لکھے جانے والے افسانوں کے تراجم سے روشناس کرائیں۔

پڑھنے سے پہلے

افسانہ کس کہانی کو کہتے ہیں اور یہ صنفِ نثر کس زبان سے اردو میں وارد ہوئی؟

پڑھیں

دوپہر کا وقت تھا، سورج سوا نیزے پر کھڑا تھا۔ گرمی کی شدّت نے چیونٹیوں اور پرندوں سے لے کر چیتوں اور ہاتھیوں تک کو پریشان کر رکھا تھا۔ جہاں تک نگاہیں پہنچ سکتی تھیں، دنیا ایک چٹیل میدان نظر آ رہی تھی اور زمین ایک تپتے ہوئے توے کی مانند تھی۔

یکا یک دُور سے ایک گرد اٹھتی ہوئی نظر آنے لگی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی جان دار آ رہا ہے لیکن یہ جاننا مشکل تھا کہ وہ کوئی حیوان تھا، انسان تھا یا سواری کے ساتھ کوئی انسان!

www.ilmkidunya.com

اونچی عمارت کے دروازے کے سامنے کھڑے خوش شکل اور قد آور سفید پوش نوجوان کی نگاہیں اسی گرد پر لگی ہوئی تھیں اور وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا، جو لحہ بہ لحہ قریب سے قریب تر ہوتی آ رہی تھی۔

جب گرد قریب پہنچی تو اس میں سے ایک ایسا بوڑھا شخص نمودار ہوا جو پھٹی ہوئی پگڑی، پیوندوں سے اَٹی ہوئی چوڑی شلوار اور گریبان اور آستینوں سے عاری لمبی قمیض پہنے ہوئے تھا، جس کا چہرہ گرد آلود اور پاؤں ننگے تھے اور جو جلدی جلدی اس عمارت کی جانب بڑھ رہا تھا۔ جوں ہی وہ عمارت کے سامنے پہنچا اور اس میں داخل ہونے لگا تو عمارت کے پاسبان نوجوان نے اسے روکتے ہوئے کہا:

آپ پہلے کہاں تھے؟"

"میں۔۔۔ میں۔۔۔ سویا۔۔۔ ہوا۔۔۔ تھا۔"

"آپ سوئے ہوئے تھے۔ لیکن کیوں؟" نوجوان نے حیرت سے پوچھا: "کیا آپ نے صور کی زوردار آواز نہیں سنی تھی؟"

"نہیں تو۔۔۔" بوڑھے نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا: "مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں۔۔۔"

پھر بے چینی سے نوجوان کی منت سماجت کرتے ہوئے کہا:

"مجھے۔۔۔ مجھے اس عمارت میں داخل ہونے دیں۔ تاکہ کچھ آرام تو کر سکوں۔۔۔ اُف کتنی گرمی ہے۔۔۔"

نوجوان کچھ مسکرایا اور حیرانی سے بوڑھے کو دیکھتا رہا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ بوڑھا اس کے لیے کوئی انوکھی چیز ہو۔ تھوڑی دیر بعد نوجوان نے کہا:

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ آج کون سا دن ہے؟"

"اوہ نہیں۔۔۔ نہیں تو۔۔۔" بوڑھے نے جواب دیا: "میں نے پہلے بتایا تھا کہ میں سویا ہوا تھا۔۔۔ مجھے سورج کی تپتی ہوئی شعاعوں نے جگا دیا۔۔۔"

نوجوان کو بوڑھے پر رحم آیا کہ اس بے چارے کو کسی چیز کا احساس ہی نہیں۔۔۔ اس لیے اس نے بتایا۔ "بابا! آج محشر ہے محشر! ---- صبح خدا نے حساب کتاب شروع کیا تھا۔ یہ ان لوگوں کی جگہ ہے، جنھوں نے دنیا میں اچھے کام کیے ہیں۔۔۔ اس جگہ کو جنت کہتے ہیں۔۔۔ لیکن۔۔۔ لیکن آپ تو نیند سے ابھی بیدار ہوئے ہیں۔ آپ کا حساب کتاب ابھی تک نہیں ہوا ہے۔ آپ کو کس نے اس عمارت میں داخل ہونے کی اجازت دی ہے۔۔۔؟" پھر کچھ دیر بعد اس نے خود ہی کہا:

"تھوڑا صبر کریں، آپ کا نام جنتیوں کے رجسٹر میں دیکھ لوں۔۔ شاید خدا نے آپ پر رحم کیا ہو اور آپ کو جنتیوں میں شامل کیا ہو۔۔ وہ بے شک بڑا رحیم اور مہربان ہے۔" نوجوان رجسٹر میں اس کا نام تلاش کرنے لگا۔

"جناب! آپ کا کیا نام ہے؟" نوجوان نے دریافت کیا۔

"میرا۔۔۔ میرا نام۔۔۔ میرا نام کلیڈ ہے"

"آپ کے باپ کا نام؟" نوجوان نے ایک بار پھر دریافت کیا۔

"میرے باپ کا۔۔۔ میرے باپ کا نام ٹھلو ہے جناب!" بوڑھے نے جواب دیا۔

"آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟" نوجوان نے تیسرا سوال پوچھا۔

بوڑھے نے جو پسینے سے شرابور تھا، اور اپنے ننگے پاؤں گرمی کے باعث بار بار اُٹھا رہا تھا، پھر جواب دیا۔ "جناب! ۔۔۔ میں پنجپیں کرز بلوچستان کا رہنے والا ہوں اور میری عمر ستر سال ہے۔۔۔" اس نے اپنی عمر پوچھے بغیر ہی بتا دی۔

"اطمینان رکھیے اب آپ کا نام دیکھ لوں گا" نوجوان نے اپنی نگاہیں سامنے رکھے ہوئے رجسٹر پر ڈال دیں جو چار اونٹوں کے بوجھ سے بھی زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ اطمینان سے اوراق الٹتا رہا مگر بوڑھا جو گرمی سے تنگ آ چکا تھا، انتظار نہ کر سکا اس لیے اس نے پھر نوجوان سے کہا:

"میں گرمی سے مرا جا رہا ہوں مجھے جنّت میں جانے دیں۔"

نوجوان نے کوئی جواب نہ دیا اور کافی دیر تک اوراق الٹتے رہنے کے بعد کہا:

"آپ کا نام یہاں نہیں ہے۔۔۔ یعنی آپ کا نام جنّتیوں کے ناموں میں شامل نہیں ہے یعنی جناب! آپ جنّتی نہیں ہیں۔ یہ عمارت آپ کے لیے نہیں۔"

بوڑھے نے دنیا میں سن رکھا تھا کہ محشر میں جو شخص جنّتی نہ ہو تو اس کی جگہ دوزخ ہو گی جو آگ اور انگاروں سے بھری رہتی ہے۔ جب نوجوان کے منہ سے اس نے اپنے جنّتی نہ ہونے کی بات سنی تو اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہ عاجزی سے نوجوان کی منت سماجت کرنے لگا۔ نوجوان کو اس پر رحم آ گیا۔ اس نے ہاتھ سے اشارہ کر کے اس سے کہا:

"اس طرف جاؤ۔۔۔ آگے کچھ مکانات نظر آئیں گے۔ شاید وہاں آپ کا نام ہو۔ بے چارہ!"

بے چارہ بوڑھا گرمی کے مارے پسینے سے شرابور ہوتا ہوا اَن جانی منزل کی جانب بھاگتا رہا اور راستے میں جب تھک جاتا تو بیٹھ کر ذرا سستا لیتا اور پھر اٹھ کر بھاگتا رہتا۔ جب اسے دُور سے بعض مکانات نظر آئے تو اس نے اپنی رفتار تیز تر کر لی اور بالآخر وہاں پہنچ گیا۔ وہ مٹی اور گارے کے مکانات تھے۔ مگر ان کے ارد گرد کے مناظر خوب صورت تھے اور وہ ایک بڑی چار دیواری کے اندر واقع تھے۔ اس چار دیواری کے دروازے کے سامنے بھی ایک نوجوان کھڑا تھا۔ یہ نوجوان پچھلے نوجوان کی مانند خوش شکل اور قد آور تو نہ تھا مگر پھر بھی اچھا لگتا تھا۔ بوڑھے نے دل میں سوچا کہ شاید یہ نوجوان پچھلے نوجوان کا بھائی ہو۔ لیکن پھر اس نے اپنا خیال خود ہی رد کر دیا۔

"نہیں، یہ بھائی تو نہیں ہو سکتے، البتہ ہم پیشہ ہو سکتے ہیں۔" جب قریب پہنچا تو نوجوان کو سلام دے کر کہا:

"بیٹے میرے نام کو اپنے رجسٹر میں تلاش کریں۔ میں آپ کے ہم پیشہ نوجوان کے کہنے پر یہاں آیا ہوں۔ صبح میں حساب کتاب سے رہ گیا ہوں خدا نے میرا نام جنّتیوں کے ناموں میں شامل نہیں کیا۔ شاید آپ کے رجسٹر میں میرا نام درج ہو۔ جلدی کیجیے جلدی کیوں کہ مجھے سخت گرمی لگ رہی ہے۔ میں اس شدید گرمی کو اب مزید برداشت نہیں کر سکتا میرے بیٹے!"

بوڑھا بولتا جا رہا تھا اور نوجوان حیرت سے اس کے چہرے کو تکتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ یہ بھلا کون ہو گا جو حشر کے دن بھی در بدر پھر رہا ہے۔ نوجوان ابھی تک سوچ رہا تھا کہ بوڑھے نے پھر کہا:

"میرا نام کلیڈ ہے۔۔۔ میرے باپ کا نام ٹھلو ہے۔ میری عمر ستر سال ہے۔ میں پنجپیں کرز بلوچستان کا باشندہ ہوں۔ میں سو گیا تھا اور حساب کتاب سے رہ گیا تھا۔ آپ اپنے رجسٹر میں میرا نام تو دیکھیے لیکن جلدی کیجیے، کیوں کہ میں گرمی سے مرا جا رہا ہوں۔"

بوڑھے نے پوچھے بغیر اپنے تمام حالات نوجوان کے گوش گزار کر دیے۔ نوجوان اپنے رجسٹر میں اس کا نام تلاش کرنے لگا، مگر کچھ دیر بعد اس نے

www.ilmkidunya.com

بوڑھے سے پوچھا:

"کیا نام بتایا آپ نے اپنا۔۔۔ کلیر اور باپ کا نام تصلو؟ یہ نام یہاں نہیں ہے۔"

بوڑھے نے دیکھا کہ نوجوان نے اس کا نام اور اس کے باپ کا نام دونوں غلط بتائے۔ شاید رجسٹر میں بھی اس نے غلط دیکھے ہیں۔ اس لیے اس نے اپنا نام اور اپنے باپ کا نام دونوں دوبارہ بتا دیے:

"میرا نام کلیڈ اور میرے باپ ٹہلو ہے آپ یہی نام دیکھ لیں۔"

نوجوان نے پھر کلیر ولد تصلو کے نہ ہونے کا اعلان کیا۔ بوڑھے نے پھر کلیڈ ولد ٹہلو دیکھنے کی استدعا کی۔ عربی اور بلوچی کے فرق نے دونوں کو کافی پریشان کر رکھا تھا۔ کلیڈ ولد ٹہلو اور کلیر ولد تصلو کی الجھن سے بیزار ہو کر نوجوان نے مشرق کی جانب ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"اس طرف چلے جائیے۔ آپ کو ایک آگ جلتی ہوئی نظر آئے گی۔ اسی آگ کے پاس جائیے، آپ کو کلیر ولد تصلو کا نام وہیں مل جائے گا۔"

اتنا کہہ کر نوجوان نے اپنا منھ پھیر لیا۔ بوڑھا سمجھ گیا کہ وہ بیزار ہو گیا ہے۔۔۔ اس لیے مجبوراً وہاں سے چلنے لگا مگر پھر کچھ سوچ کر اس نے پوچھا:

"یہ بتائیے کہ اس جگہ کا کیا نام ہے جہاں پچھلی جگہ کی طرح میرا نام نہیں ہے۔"

"بابا! اس جگہ کو "اعراف" کہتے ہیں۔۔۔" نوجوان نے غصے جواب دیا: "یہ ان لوگوں کی جگہ ہے۔ جو یہاں چند سال گزارنے کے بعد جنت میں جاتے ہیں۔ یہاں آپ کا نام نہیں ہے۔۔۔ میری جان تو چھوڑیے۔"

بوڑھا مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ اور بے بسی اور مجبوری سے شدید گرمی میں بھاگتا رہا۔ اسی امید پر کہ شاید کہیں کوئی سایہ مل جائے۔ اس نے دور سے ایک آگ جلتی ہوئی دیکھی۔ آگ کے شعلے کبھی سرخ کبھی سبز اور کبھی کالے نظر آ رہے تھے۔ کچھ دیر بعد دھوپ کی گرمی کے ساتھ ساتھ آگ کے شعلوں کی گرمی نے بھی بوڑھے کو آلیا۔ لیکن وہ چلتا رہا۔ جب قریب پہنچا تو ایک شخص نے بوڑھے کا خیر مقدم کیا۔ یہ شخص ان دونوں نوجوانوں سے مختلف تھا۔ یہ شخص انتہائی کالا اور بدشکل تھا۔ ناک ہاتھی کی ناک جیسی اور آنکھیں پیشانی پر۔ ایک موٹا سا ڈنڈا ہاتھ میں، جس کا سرا جلا ہوا۔

"آپ کون ہیں اور یہاں کیسے آئے ہیں؟" کالے شخص نے بوڑھے سے دریافت کیا: "جائیے! یہاں سے چلے جائیے یہ کوئی اچھی جگہ نہیں ہے۔"

"میں سو گیا تھا۔ حساب کتاب سے رہ گیا تھا۔۔۔ جنت اور اعراف میں میرا نام نہیں تھا۔ اب آپ مہربانی کر کے اپنے رجسٹر میں دیکھیں کہ میرا نام اس میں ہے کہ نہیں۔۔۔ میرا نام۔"

"یہاں کوئی رجسٹر وجسٹر نہیں ہے بابا۔" بوڑھے کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اس کالے شخص نے بتایا: "جس کے گناہ ثوابوں سے زیادہ ہوں ان کی جگہ یہیں ہے۔ یہاں نام کے ذریعے کوئی نہیں آتا۔۔۔ لیکن آپ کیسے آئے ہیں؟ یہاں تو ہر کسی کو فرشتے لاتے ہیں اور آگ سے بھرے ہوئے کنوؤں میں پھینک دیتے ہیں۔" "میں حیران ہوں۔" بوڑھے نے کہا:

"دنیا میں میری ایک بڑی قوم تھی۔ لیکن یہاں تو میری قوم کا ایک فرد بھی نظر نہیں آتا؟ شاید مجھ سے پہلے آئے ہیں۔ اگر میں انھیں دیکھ لیتا تو مجھے اپنی جگہ کا بھی پتا چل جاتا۔ آپ مہربانی کر کے مجھے وہ کنوئیں تو دکھا دیں، جہاں آپ کے بقول فرشتے لوگوں کو لا کر پھینک دیتے ہیں؟

www.ilmkidunya.com

کالا شخص جو اخلاق و ہمدردی کے لحاظ سے پچھلے دونوں نوجوانوں سے بہتر تھا، بوڑھے کو دوزخ کی سیر کرانے لگا۔ تا کہ وہ اپنی قوم کو دیکھ سکے۔

بوڑھے نے دیکھا کہ آگ اور انگاروں سے بھرے ہوئے کنوؤں میں لوگ جل رہے ہیں۔ جب وہ ایک کنوئیں کے قریب پہنچے تو کالے شخص نے پوچھا:

''کیا یہیں ہیں آپ کے لوگ؟''

بوڑھے نے اپنی نگاہیں اٹھا کر کنوئیں کے اندر دیکھا، جہاں لوگ خاموشی سے جل رہے تھے۔ کوئی ایک شخص بھی ہاتھ پاؤں نہیں ہلا رہا تھا۔

''نہیں یہ میری قوم نہیں ہے۔'' بوڑھے نے جواب دیا: ''میری قوم اتنی کاہل نہیں تھی۔''

کالا شخص بوڑھے کو ایک دوسرے کنوئیں کے قریب لے گیا۔ اور اس سے پوچھنے لگا:

''کیا یہ ہے آپ کی قوم؟''

بوڑھے نے پھر نگاہیں اٹھا کر دوسرے کنوئیں کے اندر دیکھا، جہاں سارے لوگ آپس میں بے پناہ ہمدردی رکھتے تھے اور ہر شخص کی کوشش یہی تھی کہ دوسرے کے بہ جائے وہی جل جائے۔

''نہیں نہیں۔ یہ قوم میری نہیں ہو سکتی۔ میری قوم اتنی تو کبھی نہیں رہی ہے۔''

دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ایک اور کنوئیں کے قریب پہنچے۔ بوڑھے نے کالے شخص کے کہنے پر اس کنوئیں میں بھی نگاہیں اٹھا کر دیکھا جہاں سارے لوگ رو رہے تھے اور ایک دوسرے کے پیچھے گھسنے کی کوشش کر رہے تھے۔

''نہیں جی نہیں!'' بوڑھے نے کہا: ''ایسی بزدل قوم میری ہرگز نہیں ہو سکتی۔''

پھر دونوں ایک اور بڑے کنوئیں کے قریب گئے۔ اس کنوئیں کی آگ کنوئیں کے کناروں تک پھیلی ہوئی تھی۔

''کیا یہی ہے آپ کی قوم؟'' کالے شخص نے پھر بوڑھے سے دریافت کیا۔

بوڑھے نے کنوئیں کے لوگوں کی طرف دیکھا۔ پھر اپنی آنکھیں موند کر اچھی طرح سے دیکھنے لگا۔ ذرا اور آگے بڑھا اور اپنی آنکھیں اچھی طرح سے موند کر بہ غور دیکھا اور پھر بے ساختہ چیخ اٹھا: ''یہی ہے۔۔۔ یہی ہے۔۔۔ میری قوم! بے شک یہی ہے۔''

کالا شخص حیرت سے بوڑھے کو دیکھتا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر اس نے اپنی قوم کو کس طرح پہچان لیا؟ پھر اس نے پوچھا:

''آخر آپ کی قوم کی شناخت کیا ہے؟ ان لوگوں کی شکلیں تو مسخ ہو چکی ہیں اور کھالیں تک اتر چکی ہیں۔ اس حالت میں آپ نے کیوں کر انھیں پہچان لیا؟''

''آپ کی بات درست ہے۔'' بوڑھے نے جواب دیا: ''لیکن قوم شکل سے نہیں کردار سے پہچانی جا سکتی ہے۔۔۔ دیکھیے! ہر فرد اس کوشش میں ہے کہ کنوئیں سے باہر نکل جائے۔ جب ایک فرد کنوئیں کے کنارے تک پہنچ جاتا ہے اور باہر نکلنے ہی والا ہوتا ہے تو دوسرے افراد اس کے پاؤں پکڑ کر کھینچتے ہیں اور اسے دوبارہ کنوئیں میں گرا دیتے ہیں تاکہ وہ نکل نہ جائے کیوں کہ اس سے دوسرے افراد پیچھے رہ جائیں گے۔ یہ کردار دنیا میں میری قوم کے سوا اور کسی قوم کا نہ تھا۔ یہ غیر متحد اور بغض و عناد رکھنے والی قوم میری ہے۔ مجھے جانے دیجیے اس کے پاس کہ یہی ہے میری قوم!''

(بلوچی سے ترجمہ: غنی پرواز)

غوث بہار(۱۹۵۲ء-۲۰۱۸ء)

غوث بہار بلوچی زبان کے معروف افسانہ نگار اور شاعر ہیں۔انھوں نے بلوچی لسانیات پر بھی قلم اٹھایا ہے۔انھوں نے اُردو ادب سے بلوچی میں تراجم بھی کیے ہیں۔بلوچی رسم الخط، عروض اور دیگر لسانی موضوعات پر وہ مسلسل لکھتے رہے ہیں۔بلوچی زبان کی ترویج کے لیے انھوں نے متعدد مضامین اور مقالے تحریر کیے۔غوث بہار کا تعلق قلم اور کتاب کے اس قبیلے سے سمجھا جاتا ہے جس نے نامساعد حالات میں بھی قلم کی حرمت کا سودا نہ کیا اور معاشی تنگی کے باوجود علم و ادب سے جڑے رہے۔لسانیات پر اُن کی تین کتابیں شائع ہوئیں۔دو بلوچی افسانوی مجموعے "زرگوات" اور "گرکینگ" کے علاوہ بلوچی شاعری کا ایک مجموعہ "اینگکین بلور" اِن کے ادبی ورثے کا حصہ ہیں۔غوث بہار نے کوئٹہ میں ۲۰۱۸ء میں وفات پائی۔

غنی پرواز ۱۵ اگست ۱۹۴۵ کو بلوچستان کے شہر تربت میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے ادب، ثقافت، فلسفہ، سیاسیات، صحافت، تعلیم اور انسانی حقوق سے دلچسپی رہی ہے۔ساری عمر علم و ادب کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔اپنی ادبی زندگی میں کہانیوں، شاعری، افسانہ نگاری، ناول نگاری، ڈراما، تنقید نگاری، تحقیق اور ترجمہ جیسے شعبوں میں اُردو، انگریزی اور بلوچی زبان میں تصنیف و تالیف کا کام کیا۔

مشق

۱۔درج ذیل اقتباس کو پڑھ کر دیے گئے سوالات کے جواب لکھیں:

کالا شخص حیرت سے بوڑھے کو دیکھتا رہا۔اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر اس نے اپنی قوم کو کس طرح پہچان لیا؟ پھر اس نے پوچھا:

"آخر آپ کی قوم کی شناخت کیا ہے؟ ان لوگوں کی شکلیں تو مسخ ہو چکی ہیں اور کھالیں تک اتر چکی ہیں۔اس حالت میں آپ نے کیوں کر انھیں پہچان لیا؟"

"آپ کی بات درست ہے۔" بوڑھے نے جواب دیا: "لیکن قوم شکل سے نہیں کردار سے پہچانی جاسکتی ہے۔۔دیکھیے! ہر فرد اس کوشش میں ہے کہ کنوئیں سے باہر نکل جائے۔جب ایک فرد کنوئیں کے کنارے تک پہنچ جاتا ہے اور باہر نکلنے ہی والا ہوتا ہے تو دوسرے افراد اس کے پاؤں پکڑ کر کھینچتے ہیں اور اسے دوبارہ کنوئیں میں گرا دیتے ہیں تاکہ وہ نکل نہ جائے کیوں کہ اس سے دوسرے افراد پیچھے رہ جائیں گے۔یہ کردار دنیا میں میری قوم کے سوا اور کسی قوم کا نہ تھا۔یہ غیر متحد اور بغض و عناد رکھنے والی قوم میری ہے۔مجھے جانے دیجیے اس کے پاس کہ یہی ہے میری قوم!"

سوالات:

الف۔کالا شخص بوڑھے کی کس بات سے حیران تھا؟

ب۔بوڑھے کے مطابق قوم کی پہچان کس سے ہوتی ہے؟

ج۔اس عبارت سے ہمیں کیا پیغام حاصل ہوتا ہے؟

د۔بوڑھے نے اپنی قوم کو کس نشانی سے پہچانا؟

۲۔افسانہ ”محشر“ کا درج ذیل حصہ درمیان سے لیا گیا ہے۔ ایک طالب علم درست تلفظ کے ساتھ بلند خوانی کرے جب کہ باقی طلبہ اسے سن کر افسانے کے مرکزی خیال، نکتے یا تصور تک رسائی حاصل کر کے سیاق و سباق کو سمجھیں اور اپنے اپنے الفاظ میں جماعت کے دیگر ساتھیوں کے سامنے بیان کریں:

بوڑھے نے جو پسینے سے شرابور تھا، اور اپنے ننگے پاؤں گرمی کے باعث بار بار اٹھا رہا تھا، پھر جواب دیا۔ ”جناب!۔۔۔ میں پنجپیں کر زبلوچستان کا رہنے والا ہوں اور میری عمر ستر سال ہے۔۔۔“ اس نے اپنی عمر پوچھے بغیر ہی بتا دی۔

”اطمینان رکھیے اب آپ کا نام دیکھ لوں گا“ نوجوان نے اپنی نگاہیں سامنے رکھے ہوئے رجسٹر پر ڈال دیں جو چار اونٹوں کے بوجھ سے بھی زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ اطمینان سے اوراق الٹتا رہا مگر بوڑھا جو گرمی سے تنگ آچکا تھا، انتظار نہ کر سکا اس لیے اس نے پھر نوجوان سے کہا: ”میں گرمی سے مرا جا رہا ہوں مجھے جنّت میں جانے دیں۔“

نوجوان نے کوئی جواب نہ دیا اور کافی دیر تک اوراق الٹتے رہنے کے بعد کہا: ”آپ کا نام یہاں نہیں ہے۔۔۔ یعنی آپ کا نام جنتیوں کے ناموں میں شامل نہیں ہے یعنی جناب! آپ جنّتی نہیں ہیں۔ یہ عمارت آپ کے لیے نہیں۔“

بوڑھے نے دنیا میں سن رکھا تھا کہ محشر میں جو شخص جنّتی نہ ہو تو اس کی جگہ دوزخ ہو گی جو آگ اور انگاروں سے بھری رہتی ہے۔ جب نوجوان کے منھ سے اس نے اپنے جنّتی نہ ہونے کی بات سنی تو اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہ عاجزی سے نوجوان کی منت سماجت کرنے لگا۔

۳۔آپ نے افسانہ ”محشر“ کی کہانی اور اس میں بوڑھے اور نوجوان کے درمیان ہونے والے مکالمے کو سنا۔ اس افسانے کی عبارت کو غور سے سننے اور پڑھنے کے بعد اس میں موجود حسن و قبح کا جائزہ لیتے ہوئے دہرائیں۔ حُسن و قبح سے مراد وہ خوبیاں اور خامیاں ہیں جنھیں ایک نقاد کسی ادب پارے کا معیار قائم کرنے کے لیے بیان کرتا ہے۔ یعنی زبان و بیان کا انداز کیا ہے؟ کہانی کا پلاٹ، آغاز، اختتام اور نقطۂ عروج کس حد تک متاثر کن ہے؟ کردار نگاری، مکالمہ نگاری کس حد موضوع سے مناسبت رکھتے ہیں؟

۴۔عبارت کو درست تلفظ، لب و لہجے، اتار چڑھاؤ اور ضرورت کے مطابق تاثر کے ساتھ پڑھیں۔

دراصل ماسٹر صاحب سیدھے آدمی تھے اور ان کو زمانے کے ساتھ چلنے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا۔ کچھ تو ان کی شکل ہی ایسی تھی کہ اُسے دیکھ کر لوگوں کے دل میں محبت یا ہم دردی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا تھا اور کچھ ان کی گفت گو اس انداز کی ہوتی تھی کہ کسی کو اس پر یقین نہیں آتا تھا۔ وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ ہیرا پھیری نہیں کرتے تھے۔ مبالغے سے کام نہیں لیتے تھے۔ شیخی نہیں بگھارتے تھے۔ کسی کو خوف زدہ نہیں کرتے تھے۔ اسی وجہ سے کسی کو ان کی بات پر یقین نہیں آتا تھا۔ ان کی گفت گو میں گرامر کی اور علمِ بیان کی بہت سی غلطیاں ہوتی تھیں اور سننے والا جھنجلا کر ان کی صحبت چھوڑ دیتا تھا۔ وہ اتنے سیدھے اور اس قدر بے پیچ تھے کہ انسان ہی نہیں لگتے تھے۔ سارے محلے اور ساری سوسائٹی پر ایک بوجھ سا لگتے تھے اور چوں کہ ایسے لوگوں کے ساتھ رسم و راہ پیدا کرنا کوئی بھی پسند نہیں کرتا، اس لیے کوئی بھی ان کا دوست نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ محلے والے ان کی عزت کرتے تھے اور ان کے دروازے کے آگے سے گزرتے ہوئے ”السلام علیکم“ کہہ کر آگے بڑھ جاتے۔

۵۔افسانہ ”محشر“ کو پڑھ کر پروفیسر غنی پرواز کی طرزِ تحریر پر تبصرہ کریں۔

مختلف نثری اصنافِ ادب:

i۔ ناول

ناول سے مراد ایسی طویل کہانی ہے جس میں انسانی زندگی کے معمولی واقعات اور روزانہ پیش آنے والے معاملات کو اس انداز میں بیان کیا جائے کہ پڑھنے والے کو اس میں دل چسپی پیدا ہو۔ یہ دل چسپی پلاٹ، منظر نگاری، کردار نگاری اور مکالمہ نگاری سے پیدا کی جاتی ہے۔ ناول اس نثری قصے کو کہتے ہیں جس میں کسی خاص نقطۂ نظر کے تحت زندگی کی حقیقی اور واقعاتی عکاسی کی گئی ہو۔ ناول کا مرکزی کردار اس کا ہیرو ہوتا ہے۔ واقعات میں ایک تسلسل موجود ہوتا ہے۔ حقیقت نگاری اور صداقت بیانی اس کا خاصہ ہے۔ اس کا موضوع انسانی زندگی ہوتا ہے۔ یعنی انسانی زندگی کے حالات و واقعات اور معاملات کو انتہائی گہرے اور مکمل مشاہدے کے بعد کہانی کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔

ناول کے اجزا: کہانی، پلاٹ، کردار، مکالمے، منظر نگاری، زبان و بیان

ii۔ ڈراما

ڈراما یونانی زبان کے لفظ ڈراؤ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی عمل کر کے دکھانا۔ ڈرامے کی ابتدا بھی یونان سے ہوئی۔ برصغیر میں بھی قدیم زمانوں سے ڈرامے کا سراغ ملتا ہے۔ راجہ بکرماجیت کے عہد کا لکھا ہوا ڈراما "شکنتلا" دنیا بھر میں بڑی شہرت رکھتا ہے۔ قدیم زمانے میں لوگ اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے ڈراما کھیلا کرتے تھے۔ مگر بعد میں ترقی کر کے فن کی منزل تک پہنچ گیا۔ ڈرامے کی دو مشہور اقسام ہیں۔

ا۔ طربیہ ڈراما: وہ ڈراما جس میں ہنسی اور مزاح کے ذریعے سماج کی کمزوریوں سے پردہ اٹھایا جائے۔

الیہ ڈراما: وہ ڈراما جس میں پیش آنے والے واقعات اندوہ ناک ہوں اور اس کا انجام المیہ ہو۔

ڈرامے کے اجزائے ترکیبی: پلاٹ، کردار نگاری، ارتقائی عمل، کش مکش، مکالمے، اسٹیج، حرکات و سکنات، اختتامی عمل

iii۔ افسانہ

لغت میں افسانہ ایک فرضی کہانی کو کہتے ہیں۔ ادبی اصطلاح میں یہ ایک ایسی کہانی ہوتی ہے جو زندگی کا ایک جزو پیش کرتی ہے۔ افسانہ: اختصار اور وحدت تاثر کی حامل بھی ایک کہانی ہوتی ہے۔ افسانہ یا مختصر افسانہ کم سے آدھے گھنٹے میں پڑھا جانے والا ایسا قصہ ہوتا ہے جس میں کسی ایک واقعے یا زندگی کے کسی ایک پہلو کو اختصار اور دل چسپی کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ افسانے کے اجزائے ترکیبی میں: پلاٹ، کردار، نقطہ نظر یا مرکزی خیال، مکالمہ، آغاز و اختتام اور اسلوب بیان شامل ہیں۔

۶۔ آپ نے افسانہ "محشر" پڑھا ہے۔ افسانے کے اجزائے ترکیبی کے حوالے سے اوپر دی گئی ہدایات کے مطابق "محشر" کے ادبی محاسن کو شناخت کریں۔

روزمرہ، محاورہ، ضرب الامثال کے استعمال سے سادہ اور مرکب جملے بنانا

اہل زبان کی بات چیت جو وہ روزمرہ زندگی میں کرتے ہیں، روزمرہ کہلاتی ہے۔ اصطلاح میں دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا مجموعہ جو اہل زبان کی بول چال کے موافق، حقیقی معنوں میں استعمال ہو، روزمرہ کہلاتا ہے۔ مثلاً: ہر روز، آئے دن، پانچ سات

دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا مجموعہ جو اپنے لغوی معنوں کی بجائے مجازی معانی میں استعمال ہو، محاورہ کہلاتا ہے۔ مثال کے طور پر: اپنا الّو سیدھا کرنا، بات کا بتنگڑ بنانا۔

ضرب المثل ایک ایسا مکمل جملہ ہوتا ہے جو کسی واقعے کو بتانے اور اس پر مہر تائید ثبت کرنے کا ایک نرالا انداز ہے جس سے گفت گو اور کلام میں چاشنی پیدا ہوتی ہے اور مضمون نہایت عمدہ ہو جاتا ہے۔ ضرب المثل کو کہاوت بھی کہتے ہیں۔ مثلاً دال میں کچھ کالا ہے، چور کی داڑھی میں تنکا

اگر کوئی جملہ ایک ہی حصے پر مشتمل ہو یعنی کوئی ایک خبر وغیرہ دی گئی ہو تو اُسے سادہ جملہ کہیں گے۔ تاہم اگر جملہ دو یا دو سے زائد حصوں پر مشتمل ہو تو اسے مرکب جملہ کہتے ہیں۔ پہلے کو اصل جملہ جب کہ دوسرے کو تابع جملہ کہتے ہیں۔

۷۔ درج ذیل روز مرہ، محاورات اور ضرب الامثال کی نشان دہی کرتے ہوئے ان کے مرکب اور سادہ جملے لکھیں:

آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا،	روز بہ روز،	آپ آپ ہونا،	ایک انار سو بیمار،
ایک پنتھ دو کاج،	آسمان سے باتیں کرنا،	آفت کا پرکالہ،	پھونک پھونک کر قدم رکھنا، اونچی
دکان پھیکا پکوان،	عید کا چاند ہونا،	آنکھوں سے اترنا	

واحد جمع (جمع مکسر اور جمع سالم) یا جمع الجمع:

وہ لفظ جو فقط ایک شخص، شے یا جگہ کے لیے استعمال ہو۔ واحد کہلاتا ہے۔

مثلاً: اثر، کتاب، عام وغیرہ، واحد کہلاتا ہے۔

وہ لفظ ایک سے زیادہ اشخاص، اشیا یا جگہوں کے لیے استعمال ہو "جمع" کہلاتا ہے۔ مثلاً: آثار، کتب، عوام وغیرہ

جمع کی صورتیں

جمع کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

جمع مکسر، جمع سالم، تثنیہ، جمع الجمع

جمع مکسر: واحد سے جمع بناتے ہوئے واحد کی صورت بالکل بدل جائے تو اسے جمع مکسر کہتے ہیں۔ مثلاً: تصویر سے تصاویر، اکبر سے اکابر وغیرہ

جمع سالم: واحد سے جمع بناتے وقت واحد کے حروف میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہو تو اسے جمع سالم کہیں گے۔ مثلاً: ماہر سے ماہرین، مجاہد سے مجاہدین وغیرہ۔

تثنیہ: عربی زبان میں دو چیزوں کے لیے جمع کی ایک الگ صورت استعمال کی جاتی ہے، اسے تثنیہ کہتے ہیں۔ مثلاً: والد سے والدین، عید سے عیدین وغیرہ

جمع الجمع: کسی واحد سے جمع کی جمع کو "جمع الجمع" کہتے ہیں۔

مثلاً: خبر سے اخبار، اخبار سے اخبارات، لقب سے القاب، القاب سے القابات۔

۸۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے جمع لکھیں۔ (جمع مکسر جمع سالم اور تثنیہ) اس کے علاوہ جن الفاظ کی جمع الجمع بن سکتی ہے بنائیں اور جملوں میں استعمال کریں:

نور، خاتون، آفت، اثر، امام، سلطان، وجہ، شجر، استعارہ، نادر، دوا، اکبر

سرگرمی

شفیع عقیل کی تصانیف "پنجابی لوک کہانیاں" یا "پنجاب کی لوک داستانیں" کالج لائبریری سے جاری کرا کے اس کا مطالعہ کریں۔